یہوداہ اور اس جیسوں کے بارے میں کچھ معلومات

کوئی کس طرح وہ کچھ پڑھ سکتا ہے جو خدا کی طرف سے ہو
اگر وہ خود شیطانی ہے ؟
کیا یہوداہ یسوع کو 'پڑھ' سکتا تھا؟
جبکہ یہوداہ آخری فسح پر کھانا کھانے کے لئے
کلام اللہ کے ساتھ میز پر بیٹھا تھا۔
یہوداہ صرف 'غلطیاں' دیکھ سکتا تھا۔
یہوداہ نے کئی بار یسوع کو کہتے سنا تھا
کہ ضرور ہے کہ مسیح دنیا کے گناہوں کیلئے
قربانی کے طور پر مرے
لیکن یہوداہ نے اس صدقِ دل سے کئے گئے قول کو غلط جانا۔

'مسیح کا ہمارے اوپر حکمرانی کرنے کیلئے طاقتور ہونا ضروری ہے'
یہوداہ کا خیال تھا، 'نہ کہ کمزور'۔
'یہ کیونکر ممکن ہو سکتا ہے کہ وہ کسی اہمیت کا حامل ہو
جبکہ وہ کسی فوج کی راہنمائی کرنے کی بجائے مرنے کو تیار ہے ؟
اسکی غلطیاں، ہم سب کو مروائیں گی نہ کہ صرف اسے ہی!'
یہ حضرت عیسیٰ کی محبت ہی تھی کہ وہ یہوداہ کے گناہوں کیلئے بھی مرنے کو تیار تھا
لیکن، باقی تمام غیر نجات یافتہ انسانوں کی طرح،
یہوداہ کو اپنے سیاہ دل کے علاوہ، باقی تمام باتوں کی طرح،
اس میں بھی غلطی ہی نظر آئی۔

شیطان کے تلخ فرزند!
خدا کے خلاف سیاہ دل رکھنے والے غدار

لا خطا کلام اللہ کے بر خلاف
یہوداہ کی طرفداری کرتے ہیں!

لیکن کچھ بے عقل اس سے بھی زیادہ گمراہ ہیں!
اس سے زیادہ جھوٹا اور کون ہو سکتا ہے
جو یہوداہ جیسے شیطان، جس نے شرمندگی اور
بدنامی کے ڈر سے خودکشی کرلی، کے بارے میں یہ کہے
کہ وہ حضرت عیسیٰ کی جگہ مصلوب ہوا؟(۴۷)

ایسے لوگ یقیناً یہوداہ کے نقشِ قدم پر جائیں گے
کیونکہ انہوں نے اس کے ساتھ ان باتوں پر اتفاق کیا
جو خدا کے نزدیک قابلِ اعتبار نہیں ہیں۔
حضرت عیسیٰ جیسا اچھا شخص، لکڑی پر لٹکے ہوئے،
موت کے کرب سے گذرتے وقت، ہی یہ کہہ سکتا ہے:
'اے میرے خدا اے میرے خدا تونے مجھے کیوں چھوڑ دیا؟'
یہوداہ جیسے غدار کو اس سوال کا جواب معلوم ہوگا!
حضرت عیسیٰ نے یہوداہ سے کہا: 'بہتر ہوتا کہ ایسا شخص
پیدا ہی نہ ہوتا'
اگر ہم بھی یہوداہ کی طرح خود کو
کلام اللہ سے زیادہ عقلمند سمجھتے
تو بہتر ہوتا کہ ہمارے جیسا غلط شخص پیدا ہی نہ ہوتا۔
حضرت عیسیٰ اسی دن یہوداہ کے لئے مرنے کو تیار تھے،
لیکن یہوداہ نے اپنی صلیب اٹھانے سے،
اور بشرطِ ضرورت عیسیٰ کیساتھ مرنے سے انکار کر دیا۔
یہوداہ کو اس میں غلطی نظر آئی۔
اس بے عقل انسان میں کیسی عیاری موجود تھی۔

وہ سوچتا تھا کہ وہ اپنی جان بچا سکتا ہے
اور کچھ دولت بھی کما سکتا ہے۔
پس اس نے حضرت عیسیٰ سے غداری کی
اور اسے کہانت کے شریر حکمرانوں کے حوالے کر دیا
جو اسکو قتل کرنے کیلئے ڈھونڈھتے پھرتے تھے۔
لیکن جو بھی اپنی جان بچانا چاہیگا اسے کھودے گا۔(۴۸)
صرف وہ جو اپنی زندگیاں عیسیٰ کی خاطر اسلامؑ میں کھو دیتے ہیں
وہ اپنی زندگی کو بچا لینگے اور ابد تک زندہ رہینگے۔

یہوداہ پہلا رسول تھا جس نے اپنی زندگی اور
اپنی روح بھی کھو دی۔
جیسا کہ کہا گیا ہے، 'اسکا مسکن اجڑ جائے۔'(۴۹)
چند گھنٹوں کی بات تھی مگر
وہ مسیح کے جی اٹھنے کو نہ دیکھ سکا!
لیکن اسکا گرنا، جو مسیح کے ان دکھوں کا حصہ تھا جو اسے سہنا تھے
داؤد نبی کی معرفت پیشتر سے ہی لکھا جا چکا تھا:
' بلکہ میرے دلی دوست نے جس پر مجھے بھروسہ تھا
جو میری روٹی کھاتا تھا مجھ پر لات اٹھائی۔' (۵۰)
لیکن کلام اللہ جس نے داؤد نبی کی معرفت
ایک ہزار سال پہلے یہ وحی نازل کی، اسکو پیشتر سے ہی علم تھا
کہ یہ سب کچھ یہوداہ میں پورا ہوگا۔
عیسیٰ المسیح یعنی کلام اللہ فرماتا ہے،
'میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تم میں سے ایک
جو میرے ساتھ کھاتا ہے مجھے پکڑوائیگا' (۵۱)
تقریباً پانچسو سال قبل
کلام اللہ نے زکریاہ نبی کو آگاہی دی

کہ خدا کیا کرنے والا ہے۔
"انہوں نے میری مزدوری کے لئے
تیس روپے تول کر دیئے"۔ (۵۲)
جو کہ واقع ہی ہُوا جب کاہنوں نے
یہوداہ کو اتنے ہی پیسے دیئے
کہ وہ خدا کے برّے کو خرید لیں، جو جہان کے گناہ اٹھائے جاتا ہے۔
" زکریاہ نے پیشگوئی کی: میں چرواہے کو مار ڈالونگا
اور بھیڑیں بکھر جائینگی"
کلام اللہ نے دانی ایل نبی کو نہ صرف مسیح کی موت
بلکہ ہیکل پر آنیوالی تباہی بھی روح کے وسیلہ سے دکھائی۔
" اور باسٹھ ہفتوں بعد وہ ممسوح قتل کیا جائیگا اور اسکا کچھ نہ رہیگا
اور ایک بادشاہ آئیگا جس کے لوگ شہر اور مقدس کو تباہ کرینگے۔"(۵۳)
مسیح کی مخلصی دلانے والی موت "اسکے لئے نہیں تھی"
وہ تو تمام دنیا کے گناہوں کے لئے تھی،
جیسے کہ واضح طور سے زبور میں لکھا گیا ہے:
"وہ میرے ہاتھ اور پاؤں چھیدتے ہیں۔" (۵۵)
یہوداہ کو خدا کے کلام کا کوئی شوق نہ تھا۔
اسکے دل میں ان کلمات کی کوئی وقعت نہ تھی
حضرت عیسیٰ یہ آگاہی دے چکے تھے کہ انسان صرف روٹی سے ہی نہ جئیگا
پر ہر لفظ سے جو خدا کے منہ سے نکلتا ہے۔
تو بھی یہوداہ نے یہ سوچا کہ وہ خدا کے فضل کا تمسخر اڑا سکتا ہے
اور اللہ تعالیٰ کی ابدی روح سے جھوٹ بول سکتا ہے۔
یہوداہ نے صرف اپنے آپ کو ہی بے وقوف بنایا۔
خدا کا کلام تو اس غدار کی نہایت اندرونی سوچوں کو بھی پڑھ سکتا تھا۔
حضرت عیسیٰ کو ضرورت نہ تھی کہ کوئی اسے اس شخص کے دل کی بات بتائے
حضرت عیسیٰ جانتے تھے کہ یہوداہ کیا کرنے والا ہے۔

لیکن اس صورت میں آپ کے لئے نہ پیدا ہونا ہی بہتر ہوتا۔
خدا کی اخلاقی عدالت کا تقاضہ یہ ہے
کہ ہر باغی انسان،
پُر عدل ابدی پاداش کے طور پر
اپنی سرکشی سے بہرہ ور بہ قائمیِ ہوش
ہمیشہ کے لئے ترک کر دیا جائے۔

اس سے بڑا احمق کون ہو سکتا ہے
جو خدا کے کلام کی محبت سے بھرپور قربانی کو
طنز کا نشانہ بنائے،
یعنی اس کو جو مرا اور زندہ ہُوا
تاکہ لوگوں کے دلوں میں ہمیشہ کی زندگی کا پیغام دے
اور ہم پر اپنی ابدی روح پھونک دے ؟

اس حالت سے کنارہ کیا جا سکتا تھا
اگر وہ اپنے آپ کو جانچتا اور اس بدی سے توبہ کرتا
اور خدا کے کلام پر ایمان لاتا، جو اللہ کی طرف سے عدالت کرنے
اور ہمارے گناہوں کی سزا کے لئے اپنی جان دینے کو آیا۔

اس سے زیادہ سزا کے لائق کون ہو سکتا ہے
جو منصف کے رحمدلانہ عمل کو ردّ کرے،
ایسا منصف جو خود بے قصور ہونے کے باوجود
قصوروار کی سزا اپنے اوپر لے لے ؟
اس سے زیادہ سزا کے لائق کون ہو سکتا ہے
جو منصف کو ہی اس طرح دکھ اٹھانے
اور بے جواز موت مرنے کے لئے چھوڑ دے ؟

اس سے زیادہ سزا کے لائق کون ہو سکتا ہے
جو اپنی زندگی میں تبدیلی لائے بغیر چلتا چلا جائے،
اور نجاست کے باعث ایمان لانے سے انکار کرے
گو کہ اس نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے
اور رحمدل اور محبت سے بھرپور منصف کے بارے میں سُن رکھا ہے ؟

اس سے بڑا احمق کون ہو سکتا ہے
جو خدا کی بجائے انسان کا طرفدار ہوتے ہُوئے
اپنی روح کو اس زندگی میں چند بے ثبات چیتھڑوں کے عوض
ابدی اذّیت کے ہاتھوں بیچ دے ؟
یہوداہ ایک رسول تھا!
وہ اُن میں شامل تھا جن کو
اللہ تعالیٰ کی بادشاہت میں،
عیسیٰ کے ساتھ حکومت کرنے کے لئے چنا گیا تھا!

لیکن ایک راستباز انسان بھی درحقیقت
خدا کے بخشے ہُوے اعزازی درجے سے دستبردار ہو سکتا ہے
تاکہ ، سچے عیسیٰ کی نہ سنتے ہُوے
اور اس کے کلام کی وجہ سے اُس پر آنیوالے دکھوں میں
نہ شریک ہوتے ہُوئے،
کچھ دیر کے لئے دنیا کی رعنائیوں کو چن لے۔

(سچا یسوع وہ ہے جس نے اپنا خون بہایا،
ہمارے گناہوں کے لئے جان دی اور پھر زندہ ہُوا)۔
کوئی بھی یہوداہ اس کے کلام، اس کے خون،
اسکی عدالت اور اسکی عطا کرنے والی روح

کے باعث آنیوالی مصیبتوں سے کنارہ کر سکتا ہے۔
کوئی بھی اعزاز یافتہ شخص خود اپنی درست حالت کو دھوکہ دے سکتا ہے
اور یہوداہ کی طرح شیطان کی پیروی کر سکتا ہے۔
یہ کام اس سے بہتر کون کر سکتا ہے
جس کے نزدیک خدا کے قوانین کی کوئی تعظیم نہ ہو
اور جو یہ کہے کہ یہ کتاب تحریف کی وجہ سے جھوٹ کا پلندہ ہے،
اس پر اعتماد کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی اسے سنجیدگی سے لیا جا سکتا ہے ؟
کیا خدا کی کتاب غلط ہے ؟
کیا وہ آپ ہی تو نہیں جو غلط ہیں،
آپ جو نہ تو کلامِ مقدس کو جانتے ہیں اور نہ ہی خدا کی طاقت کو ؟
کیا آپ خدا کی کلام میں غلطی کو جانچیں گے
یا خدا کا کلام آپ میں غلطی کو جانچے گا ؟
کیا ہو گا ؟
خدا کے کلام کو جانچنے کی آپکی غلطی
یا آپکی غلطی پر کلامِ خدا کی عدالت ؟

اُف خدا کے کلام کیساتھ ایسی وحشت کی بے وفائی!
جہنم کا خوف یہ ہے کہ خدا ہمیں وہ سب کچھ حاصل کرنے دیتا ہے
جس کی ہمارا شریر دل خواہش کرتا ہے :
ہم مسیح کی سچائی کو غلط کہنا پسند کرتے ہیں جبکہ
الدجال کے جھوٹ سے پیار کرتے ہیں۔
یہوداہ یہ ہی کچھ چاہتا تھا
اور ڈرنے کی بات یہ ہے کہ خدا نے ایسا ہونے دیا۔
صرف خدا ہی ہمارے دلوں سے دغابازی کو دور کر سکتا ہے
یہ اس وقت سے موجود ہے جب پہلے انسان نے
خدا کے حکم کے خلاف بغاوت کی

اسنے اسے یہ کرنے دیا۔
تاکہ کلام کی باتیں پوری ہو سکیں۔
لیکن افسوس اس آدمی پر جس کے ذریعے سے پوری ہوئیں۔

یہوداہ ابھی زیادہ دور نہ بھاگا تھا۔
جب اسکا تمام ظلم اختتام کو پہنچا،
اس نے اپنے آپ کو بالکل تنہا پایا
اور صرف شیطان ہی اسکی نفرت انگیز صحبت چاہتا تھا۔
تاہم یہوداہ نے خودکشی کی۔
اور اب وہ جہنم میں ہے۔
ہمیں یہ کیونکر معلوم ہے ؟
اسلئے کہ حضرت عیسیٰ نے کہا کہ بہتر ہوتا،
اگر وہ پیدا ہی نہ ہوتا۔
کبھی پیدا نہ ہونا
جہنم میں فنا ہو جانے کے مترادف ہے۔
لیکن جہنم میں انسان فنا نہیں ہوتا
بلکہ ہوشمند ہونے کے باوجود ابدی عذاب میں رہتا ہے،
جیسا کہ کہا گیا ہے،'اور یہ ہمیشہ کی
سزا پائیں گے۔' (۵۶)
حضرت عیسیٰ نے خود نہایت سنجیدہ اور پرزور طریقہ سے
ابدی جہنم کی حقیقت عیاں کی تھی۔
تاہم، اگر آپ یہوداہ کی طرح سوچنا چاہتے ہیں
اور اپنے دل میں یہ منفی سوچ رکھنا چاہتے ہیں کہ خدا کا کلام غلط ہے
اور حضرت عیسیٰ کی جہنم سے بچا لینے والی قربانی کے خلاف
اپنے دل کو سخت کر لیتے ہیں۔
تو پھر یہوداہ کے ساتھ یقیناً آپ کے لئے بھی جہنم میں جگہ ہو گی۔

یہ روحانی فریب آج بھی موجود ہے
جب باغی انسان خدا کے کلام کو شک کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔

صرف خدا ہی ہمارے دلوں سے فریبکاری کو مٹا سکتا ہے۔
مالک نے ایسا پطرس کے لئے کیا،
ایک ایسا رسول جس نے مالک کا انکار کیا۔
اور اسکے ساتھ مرنے سے بھی انکار کیا۔
مالک نے پطرس کی دھوکہ باز اور غیر روحانی فطرت کو ختم کر دیا۔
اور اسے ایک نئی روح عطا کی
تا کہ وہ پھر کبھی مالک کا انکار نہ کرے اور
اپنی صلیب اٹھالے
حتیٰ کہ مالک کے ساتھ مرنے کیلئے بھی تیار ہو۔
صرف خدا ہی ایسی دھوکہ بازی کو ختم کر سکتا ہے۔
اور وہ ایسا اس وقت کرتا ہے جب ہم اس کے طرف رجوع لائیں۔
لیکن ہم ایسا کرنے سے انکار کرتے ہیں، غور سے سوچیں :
کہ جب خدا دیکھتا ہے کہ گناہگار اسکے کلام کو بےوفائی سے ردّ کرتے ہیں
تو وہ طیش میں آجاتا ہے۔
کیا آپ خدا کے کلام کو غلط قرار دیکر اسے غصّے میں لانا چاہتے ہیں ؟
کیا آپ مالک سے زیادہ زور آور ہیں ؟
کچھ کہتے ہیں کہ ان کے پاس نور موجود ہے
لیکن حقیقت میں ان کے پاس باطل عالم کی روشنی ہے۔
جیسا کہ قدیم بدعتی علم کی روشنی۔
لیکن اگر آپ کے اندر موجود روشنی درحقیقت اندھیرا ہے
تو سوچیں کہ یہ اندھیرا کس قدر زیادہ ہے!
یہ عالم اپنے فاسد غرور میں
جو کچھ لکھا ہے اسکی حد سے باہر چلے جاتے ہیں

اور شیخی مارتے ہیں کہ 'علم' اس ایمان سے بڑھکر ہے
جو مقدسوں کو ایک ہی بار سونپا گیا ہے۔
یہ خودسر روحیں بے حیا زبان اور مردہ آنکھوں
کے ساتھ اُس علم کو رد کرتے ہیں جو ان کو زندگی بخش سکتا ہے۔
ان کے غرور کی کوئی حد نہیں ہے
جیسے پھری ہُوئی آندھی، گردش کرتے وقت
ہر جگہ دھول اڑاتی جاتی ہے،
اسی طرح ان کے دماغ،
کلام کو غلطی
اور غلطی کو کلام، کہنے میں تیزی کرتے ہیں۔
(آپ کون ہوتے ہیں کہ سچے کلام کی تفسیر کریں
آپ جو اللہ تعالیٰ کی ابدی روح پر سچے ایمان سے عاری ہیں ؟)

ایک نئی انسانی فطرت کی ضرورت

ایسی سوچ کی وجہ سے پہلا گناہ سرزد ہُوا :
جب پہلے انسانی کانوں کو ملائمت سے
گدگدایا گیا،
'کیا خدا نے یہ کہا تھا...... ؟'
اس وقت شیطان، یعنی قدیم عالم، نے شیخی بگھاری (۵۷)
کہ اسکا علم اللہ تعالیٰ کے علم سے
افضل ہے اور انسانیت کو اس آزمائش میں ڈالا
کہ وہ شیطان کی مرضی کو پورا کرے
نہ کہ اللہ تعالیٰ کی

لہذا انسانیت نے سچ اور ابدی زندگی بخش
کلام کو چھوڑ کر موت کے بیوپاری یعنی شیطان کے
مضحکہ خیز جھوٹے کلام
کا دامن تھام لیا۔

اس وقت پھر خدا کا بنایا ہُوا
ایک دِل شیطانی بے راہروی
کی طرف نکل گیا۔
اور ایسا ہُوا کہ کل انسانیت
یہ سوچنے لگی کہ ان کے پاس
اچھے اور برے کا علم موجود ہے
لہذا وہ زندگی کسی اور ذریعے سے حاصل کر سکتے ہیں
بجائے اسکے کہ وہ سچے اور زندہ کلام کی پیروی کریں۔
اور یوں انسانیت اپنے مقام سے گر گئی۔

یقیناً انسانیت گر گئی اور یہ
کتنا بڑا حادثہ تھا
اتنا بڑا کہ جو گر چکے تھے
اور انکے دِل و دماغ ابدی روح
اور اللہ کے شخصی کلام سے
ترو تازہ نہیں ہُوئے تھے
کہ وہ اپنے گرنے کی حقیقت سے بھی غافل ہیں
جبکہ ان کی سوچ بھی
گراوٹ کے ملبہ کا ایک حصہ ہے۔

گراوٹ کی سب سے بڑی شہادت

میری اپنی گری ہُوئی زندگی سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتی ہے ؟
انسان کا دِل مایوس کن حد تک گناہگار ہے،
اور کون جان سکتا ہے ؟
کیونکہ جب ایک دیانتدار یا سچا انسان
اپنی روح کی گہرائیوں میں جھانکے گا
تو وہ کہے گا :
کہ جو کام میں کرنا چاہتا ہوں وہ تو مجھ سے ہوتا نہیں
اور جن کاموں سے مجھے نفرت ہے وہی میں کرلیتا ہوں۔
جب میں اپنی ہی نیّت کے خلاف کام کرتا ہُوں
تو اسکا مطلب یہ ہے کہ
میری ذات کا ایک حصّہ ایسا بھی ہے
جو سچ کو جانتا اور پہچانتا ہے
مگر جو چیز میرے اندر گناہ کی طرف مائل کرتی ہے
وہ یقیناً میری گری ہُوئی فطرت ہی ہو سکتی ہے۔
میں اپنے اندر کسی اچھائی کو نہیں جانتا۔
میری ابتدائی فطرت میری غیر روحانی ذات ہے،
جس میں اچھا کرنے کی ایک مدھم اور
بے ثبات خواہش موجود ہے۔
لیکن اسکا میرے ارادوں پر کوئی اثر نہیں۔
(صرف وہ جو حضرت عیسیٰ، یعنی بچانیوالے کلام،
میں نئی تخلیق ہیں ان کے پاس پُر اثر ارادہ
اور محبت بھرا ضمیر موجود ہے۔[۵۸])
اسکا نتیجہ کیا ہے ؟
بجائے ان اچھے کاموں کے
جو میں کرنا چاہتا ہُوں
میں غلط کام کرتا ہُوں جو میں نہیں کرنا چاہتا۔

جب میں اپنی نیّت کے خلاف کام کرتاہوں،
تو میں اکیلا ہی اسکا کرنے والا نہیں ہوں
بلکہ میری گری ہوئی فطرت ہے
جو میرے اندر رہتی ہے۔
ایک سرکش بد نصیب جو میں ہوں،
مجھے اس گری ہوئی حالت سے کون بچائے گا،(۵۹)
یہ نا قابلِ اعتبار ارادہ، یہ باغی فطرت،
جس پر موت کا فتویٰ صادر ہو چکا ہے ؟
میں اللہ کی راہ میں ایک سچا مُسلمان بن سکتا ہوں
اور ایک نئی فطرت کیسے حاصل کر سکتاہوں ؟
یہ سوالوں میں سب سے بڑا سوال ہے !

نئی تخلیق کے بغیر ایک سخت دِل شرمناک ہے

لیکن کچھ تو یہ سوال بھی نہیں پوچھتے۔
کچھ لوگوں کو شرم ہی محسوس نہیں ہوتی۔
مردِ خدا نے یہ اس وقت سیکھا جب،
احمد کی شادی بچانے کے بعد اسکی اپنی ازدواجی زندگی
خطرے میں پڑ گئی۔
ہم اس مردِ خدا کو "ہوسیع کے نام سے پکاریں گے
گو کہ اس کا تعلق جدید زمانہ سے ہے۔

یہ ایک سچی کہانی ہے۔

ایک دِن مردِ خدا، خدا کے گھر میں
واعظ کرنے کو اُٹھا۔
اور ایک مافوق الفطرت لفظ اسکے ذہن میں آیا
یہ لفظ اللہ تعالیٰ کی ابدی روح کی طرف سے تھا
نہ کہ چھوٹے کتابچوں کے الفاظ میں سے۔
جو اس تک پہنچا اسکی بہترین تشریح 'مافوق الفطرت علم' ہے۔
زندہ کلام جو دِل سے ہمکلام ہُوا
وہ ایک کشف کی طرح واضح،
اور چیخ کی طرح فوری تعمیل طلب تھا۔
مردِ خدا کی دِل کی آنکھوں کے سامنے
ایک معجزانہ تجلّی ظہور پذیر ہُوئی۔ کیا دیکھتا ہے کہ
اسکی بیوی میلوں دور اپنی خوابگاہ میں موجود تھی
اس نے دیکھا کہ وہ ایک غیر مرد کے ساتھ
زنا کے عمل میں ملوث ہے
مردِ خدا اجتماع کے سامنے کھڑا تھا
اور اپنے خطبہ کو شروع نہ کر سکتا تھا
کیونکہ اسکی روح اس خوابگاہ میں،
ایسے بدی کے منظر کے سامنے
جو اللہ تعالیٰ اسے دِکھا رہا تھا،
خوفزدہ تھی۔
'(جب اللہ تعالیٰ مافوق الفطرت علم دیتا ہے،
تو وہ معتبر تحریری کلام کو کبھی رد نہیں کرتا
اور نہ ہی اس کی حد سے باہر جاتا ہے۔)

اگلی صبح مردِ خدا
یہ جاننا چاہتا تھا کہ اسکا یہ کشف سچ ہے
یا پھر اسکے تصوّرات کا ایک رُخ۔
اس نے گھر کی طرف سفر کیا

اور دیکھا کہ گھر پہ کوئی موجود نہیں ہے
لہذا وہ اکیلے میں خوابگاہ کا جائزہ لے سکتا تھا۔
جو ثبوت ان لاپرواہ عاشقوں نے چھوڑا،
(جو سوچتے تھے کہ ان کے ملن کے وقت
مردِ خدا واعظ کر رہا ہوگا اور ان کو کبھی بھی پکڑ نہ سکیگا)
اس سے صاف ظاہر تھا کہ یہ کشف خدا کی طرف سے تھا۔
مردِ خدا نے زانی عورت کا سامنا کیا
وہ شرم و ندامت سے عاری تھی
وہ شرم کیوں کرے ؟ ' اسنے سوچا،
کسی نے اس عمل کے دوران اسے پکڑا نہ تھا
اور جہاں تک مردِ خدا کا تعلق تھا
وہ سوچتی تھی کہ اسکا کشف محض ایک اندازہ ہی تھا۔
لیکن کیا خدا نے خود اسے نہ پکڑا تھا ؟
کیا اسنے اپنی ابدی روح کا پھل استعمال نہ کیا تھا،
مافوق الفطرت علم کا پھل،
تا کہ وہ مردِ خدا کو وہ کچھ دکھا سکے
جو کل دنیا میں صرف تین ہی جانتے تھے۔۔
یعنی وہ زانی عورت، اُسکا عاشق اور خدا؟
کیا خدا نے خود اُسکو زنا کے عمل میں نہ پکڑا تھا،
گناہ کا ایسا دھوکا دینے والا عمل جسکی سزا موت ہے ؟
لیکن اُس عورت کو خدا کے حضور اپنے گناہ کا کوئی احساس نہ تھا۔
اللہ تعالیٰ تو اُس سے بعید تھا۔
اور اکثر خدا کا خیال اُسے سرد کر دیتا تھا
جیسا کہ اُس کے خاوند کا خیال بھی

دنیا کے لوگ، حتیٰ کہ مذہبی لوگ
بھی، اُس زانی عورت کی مانند ہیں۔